

ہم زککب تو خوش دلم خوشدل کال ہنال شرفشان منت

بہ یقین داں کہ غیر من نبود گر نظیر تو در گمان منت

اے کہ میراث خوار من باشی

اندر اردو کہ آں زبان منت

عارف نے صرف پچیس چھتیس برس کی عمر میں وفات پائی ^{۱۲۶۶ھ} _{۱۸۵۲ء} عارف کے بیٹوں باقر علی خاں کاتل اور حسین علی خاں شاداں کو مرزا غالب نے اپنے بیٹے بنا لیا تھا۔ ان کا ذکر غالب کے خطوں میں جا بجا آیا ہے۔

مرثیہ یا نوحہ ایسا ہے کہ اس کی مثال اردو زبان میں ملنا مشکل ہے۔

۱۔ **شرح :** اے عارف! تمہارے لیے لازم تھا کہ کچھ دن اور میرا رستہ دیکھتے، یعنی میری موت کا انتظار کرتے تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ دوسری دنیا کو روانہ ہوتا، لیکن تم نے جلدی کی اور تنہا روانہ ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ کچھ دن اور تنہا رہو، یہاں تک کہ میں مروں اور تمہارے پاس پہنچوں۔

۲۔ **لغات :** ناصیبہ فرسا : ماتھا رگڑنے والا۔

شرح : میں تیرے دروازے پر یعنی تیری قبر پر کچھ دن اور ماتھا رگڑوں گا اگر اس طرح تیرا پتھر نہیں گھسے گا تو میرا سر یقیناً ختم ہو جائیگا، یعنی دو چیزیں باہم رگڑ کھاتی رہیں تو ایک نہ ایک ضرور ختم ہو جائے گی۔

مرزا کا مقصود یہ ہے کہ میرے لیے اب تیری قبر سے سر ٹکرانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ اس میں یا تیری قبر ختم ہوگی اور وہ مادی حجاب دور ہو جائے گا، جو تم میں اور مجھ میں حائل ہے۔ یا میرا سر مٹ جائے گا اور میں مر کر تیرے پاس پہنچ جاؤں گا۔

۳۔ **شرح :** ابھی کل تو تم اس دنیا میں آئے تھے یعنی کوئی زیادہ عمر تو نہیں ہوئی تھی اور اب جانے کی تیاری کر لی اور کہتے ہو کہ آج ہی چلا جاؤں گا۔ اچھا بھئی! جانا ہی منظور ہے اور ہمیشہ نہیں رہ سکتے تو کچھ دن تو اور بٹھرو۔